سیرت کی اہمیت

ارشادات حضرت علامہ شمس الحق افغانی

مرتب :- قاری محمد سلیمان استاذ جامعہ رحمانیہ حنفیہ لاہور

برادران اسلام ! یہ سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات ہیں۔ دوستوں نے کہا کہ سیرت پہ کچھ بیان ہونا چاہیئے۔ میں نے قرآن میں سے ان آیات کا انتخاب کیا، پہلی دو چیزیں بیان کرنی ضروری ہیں۔ کہ آپکی سیرت کی ہر زمانے میں ضرورت رہی ہے، لیکن اس بیسویں صدی میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی ضرورت اتنی پہلے نہ تھی جتنی اب ہے۔

تمام انبیاء اور حضورؐ کی مثال

تمام انبیاء کی مثال، مثل ستاروں کے مان لیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں مثل آفتاب کے ہیں۔ ہئیت اور علم افلاک کے ماہرین کا کہنا ہے کہ عالم بالا کے ستاروں کی بڑی تعداد اور کرہ ارضی کی بقاء سورج کی کشش کی وجہ سے ہے۔ پھر کرہ ارضی میں جو کچھ ہے نباتات حیوانات اور جمادات سب سورج کے محتاج ہیں۔ اسی طرح عالم جسمانیات بھی سورج سے وابستہ ہیں غرضیکہ شمسی نظام درہم برہم ہوجائے تو کائنات کا کوئی کرہ باقی نہیں رہ سکتا۔ یہ جسمانیات کا حال ہے، یہی حال روحانیات کا بھی ہے، عالم روحانیات میں باقی انبیاء کرام مثل ستاروں کے ہیں۔ اور آپؐ آفتاب نبوت ہیں۔ اگر آفتاب نبوت یا عالم روحانیات کے سورج کی روشنی مدھم پڑجائے یا نہ رہے۔ تو دلوں اور دماغوں سے نور ہدایت ختم ہوجائے اور یہ سارا نظام درہم برہم ہوجائے۔ تمام ارواح، قلوب اور دماغوں کی روشنی آفتاب نبوت سے وابستہ ہے۔ اگر یہ نور سے خالی ہوجائے۔ تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھاجائے۔ تاریکی کسی جانور کا نام نہیں، بلکہ نور کا ختم ہونا تاریکی ہے۔ یہ دونوں لازم النقیضین ہیں۔ ایک کا عدم دوسرے کا وجود ہے۔ اندھیرا اور تاریکی ختم ہوجائے تو نور ہی نور ہے، اسکو قرآن نے فرمایا : یخرجھم من الظلمٰت الی النور ـــــ نبی اسی لیئے بھیجے جاتے ہیں۔ کہ مخلوق کو کفر و شرک اور بداخلاقی کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و یقین، خدا پرستی کے

راستہ پر ڈال دیں، اپنی سیرت سے ۔ اگر قلب و دماغ اور ارواح سے نور ختم ہو جائے تو قبر اور آخرت کا تاریک ہو جانا تو بعد کی بات ہے ۔ دنیا بھی بے نور ہو جاتی ہے ۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تاریکی ہی تاریکی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اِذَا اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا۔ "ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا" آج یہی حال ہے کہ بھائی بھائی کو، بیٹا باپ کو اس ظلمت میں ناوانی کی وجہ سے ختم کرنے کے درپے ہے ۔ اس لئے کہ : مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔ اور نور ہدایت سے محروم وہی رہتے ہیں جو خود ہی حصول ہدایت کا قصد نہیں کرتے بلکہ بھاگتے ہیں ۔

غرض دنیا ہمیشہ محتاج رہی ہے آپ کی سیرت کی بجز اس لئے کہ اس میں انبیاء کی مقدس تعلیمات کی روشنی، قرآن و حدیث کا نور، مسلمانوں کے دلوں سے بھی نکل چکا بجز چند ایک خوش نصیبوں کے الاماشاءاللہ۔ مگر اب تو ان کا بھی تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے درپے ہیں کہ یہ کیوں باقی ہیں۔ یہ بھی ختم ہو جائیں۔ اور ہم قبر و آخرت کے اندھے تو ہیں ہی۔ یہ چند روزہ دنیا کے ایام بھی تاریکی ہی میں کٹیں۔

خالق کائنات، مدبرات امر، اور عقلاء یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اور اس انتظار میں ہیں کہ یہ بدمعاش کب جتنی ہوتے ہیں۔ کس ایٹم سے ان کا ستیاناس ہوتا ہے۔ اب خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی آسمانی عذاب، بجلی کی کڑک، آندھی یا طوفان نوح نہیں آئے گا، فرشتے کسی بستی کو نہیں الٹیں گے۔ بلکہ ترقی یافتہ انسانوں نے اپنی تباہی کے سامان خود تیار کر لئے ہیں۔ اب تباہی کے لئے آسمانی ذریع اتارنے کی ضرورت نہیں۔ تم ترقی یافتہ ہو۔ اب عذاب بھی اسی دور کے مطابق ہوگا۔ لوگوں نے اللہ کی ہدایات کو پس پشت ڈالا۔ اب اپنے ہاتھوں مٹیں گے۔ اپنے بنائے ہوئے ایک ایٹم اور ہائیڈروجن بم سے راکھ اور خاکستر ہو جائیں گے۔ ذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ۔ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ۔

| دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے | اس وقت مجموعی حیثیت سے آپ نگاہ ڈالیں۔ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ پچھلے دنوں امریکہ کے وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ اگر ہم چین اور روس سے لڑیں تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر چند گھنٹوں میں ان طاقتوں کا صفایا کر سکتے ہیں ۔۔ اب غور کیجئے اتنی طاقت اگر برطانیہ خرچ کرے اتنی ہی طاقت روس اور چین استعمال کریں۔ تو اب جبکہ ساری دنیا کے انسانوں کی آبادی ڈھائی سو کروڑ ہے ختم کرنے میں دو دن بھی نہیں لگیں گے۔ یعنی انہوں نے وہ اسباب مہیا کر لئے ہیں کہ پوری اولاد آدم کو جو ہزار ہا سال کے بعد اس تعداد کو پہنچی ہے۔ چند گنے چنے لمحوں (گھنٹوں) میں نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ اب انتظار کیجئے، یہ تباہی کب

رونما ہوتی ہے۔ ہم بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ صرف اوپر فیصلہ میں دیر ہے۔ آسمانی فیصلہ ابھی نہیں ہوا کہ ان گندوں کو کب صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا جائے۔

پہلے فیصلہ ربانی ہوگا، دوسرے نمبر پہ تصادم، تیسرے نمبر پہ ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے اور چند گھنٹوں میں کرۂ ارضی ویران ہو جائے گا۔ گویا کان لم یکن شیئاً مذکوراً۔

پچھلے دنوں امریکہ میں سائنسدانوں کی ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی جس میں مشہور امریکی سائنسدان رابرٹ نے ایک تین تولے کا جراثیمی بم پیش کیا۔ ڈان (DAWN) میں اس پر مقالہ لکھا گیا۔ اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا، اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر اس بم کو پھینکا جائے، تو انسان حیوان، چرند، پرند سب کا خاتمہ کر دے، اور ایک لاکھ میل تک سبزہ نہ اگے ـــــ یہ ہیں کارنامے دنیا کی سب سے مہذب اور تعلیم یافتہ قوم کے جسکی تہذیب پر ہم لٹو ہو رہے ہیں ـــــ بابا امریکہ کے کارنامے تو یہ ہیں جس پر شیطان بھی حیران ہے۔ شیطان نے تو یہ کہا کہ انسان رہے تو سہی لیکن اللہ کا باغی بن کر رہے، یورپ و امریکہ نے کہا نہیں نہیں اس کا وجود ہی ختم کر دو۔ یہ تو شیطان سے بھی نمبر لے گئے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں، لیکن ہمارے اور ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ ہم تو کہتے ہیں، رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اللہ کے نافرمان کا وجود دنیا سے ختم ہو جائے اور جو خلافت کے اہل ہیں وہ ضرور رہیں اس لئے کہ: اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ، دو جنگیں یورپ میں ہو چکی ہیں۔ اب یورپ چاہتا ہے کہ تیسری بڑی جنگ ایشیا میں لڑی جائے۔ دنیا کی سب سے زیادہ مسلم آبادی افریقہ میں ہے، اور براعظموں سے رقبہ کے اعتبار سے بھی براعظم افریقہ بڑا ہے۔ لیکن ایشیا میں بھی بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے، چین، امریکہ، روس اور برطانیہ، دنیا کی یہ سب سے بڑی طاقتیں ٹکرا گئیں۔ اور تیسری بڑی جنگ یہاں لڑی گئی۔ تو یہاں کی تہذیب، یہاں کا تمدن، علوم و فنون، درسگاہیں، کالجز، یونیورسٹیاں، لائبریریاں، کتب خانے، غرض سب کچھ مٹ جائیگا۔ دوستو! یہ نتیجہ ہے اس ذوق کا جو سیرت کے بگاڑ سے پیدا ہوتی۔ تناسب و اعتدال کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر انگریز کی ہر بات کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو مدینے والے کی تہذیب سے یورپ کی تہذیب زیادہ پیاری ہے، شراب خور، زانی، چور، ڈاکو، راہزن، انسانیت کے قاتل۔ دنیا کے سب سے بڑے ظالم جو ہیں ان کے سامنے سر تسلیم خم ہے، لیکن صاحب سیرت مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہیچ ہے: العیاذ باللہ۔ اسکو دین ملا کہہ کر

ٹھکرا دیتے ہیں۔ ہاں۔ ہاں! یہ دین ملّا نہیں۔ یہ دین مولی ہے۔ بے ایمان دین کی اہمیت گھٹانے کے لئے عجیب حربہ استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے تو کبھی تمہارے دین کو دینِ یورپ، دینِ انگریز اور دینِ مسیحی نہیں کہا۔ حالانکہ وہ ہے۔ اور یہ دین، دینِ ملّا نہیں دینِ مولی ہے، تم نے جان چھڑانے کے لئے کہہ دیا یہ دین ملّا ہے، حالانکہ کس کی طاقت ہے اور وہ کون ہے جو دنیا میں دین ایجاد کرے۔ نبی کی طاقت نہیں۔ نبیؐ بھی وہی کہتا ہے جو اوپر سے ملتا ہے۔ اسے خدا تمہیں ہدایت دے، تمہارا دین اللہ کا دین ہے، یا ملّا کا۔ اور سب دین تو دنیا سے مٹ گئے کیا اسے بھی مٹانے کے درپے ہو! یاد رکھو! یہ باقی رہے گا، تم مٹ جاؤگے۔

دین میں ملّا کی مثال ایسی سمجھو، جیسے خزانہ شاہی پہ دس بیس یا پچاس سپاہیوں کا پہرا ہو، جو چوبیس گھنٹے اس کی چوکیداری کرتے ہوں، کہ کوئی چور یا نقب زن کسی غلط راستے سے شاہی خزانے کو لوٹ نہ لے۔ بس دین خزانۂ شاہی ہے، اور ملّا اس کا چوکیدار ہے، اسکو جان دینی پڑی تو دریغ نہ کرے گا۔ لیکن دین کے خزانے سے کسی کو ایک پائی نہیں اٹھانے دے گا۔ اور نہ کسی کو چور دروازے سے گھسنے دیگا۔ آج دین کا، اسلام کا لیبل لگا کر لوگ دین میں قطع برید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جہاں کہیں سے کوئی ذرا بھی سر اٹھاتا ہے۔ تو دین کے یہ چوکیدار اس کے لئے پہاڑ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس دور میں زیادہ ضرورت آپؐ کی سیرتِ مقدسہ کی ہے۔ جبکہ ہدایت، روشنی، نور تقریباً گم ہو چکا ہے۔ ایک آدھ کرن باقی ہے۔ یہ سب اجالا اس ایک آدھ کرن سے ہے جو ملّا کے دم قدم اور اسکی برکت سے باقی ہے۔ اللہ کی نصرت ملّا کے ساتھ ہے، یورپ و امریکہ پورا زور لگا رہے ہیں کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے رہی سہی ہدایت اور نور کو بھی ختم کر دیا جائے اور ان کے دلوں میں یہ شیطانی اثرات، بے دینی اور بے حیائی سمو جائے۔ اور مسلمان کافی حد تک ان کا شکار ہو چکے ہیں۔ بے حیائی کا تو ان چند سالوں میں ایک سیلاب امنڈ آیا ہے۔ جسے اللہ ہی روک سکتا ہے۔

ایسے وقت میں شاہِ دوجہاں کی سیرت کا بیان فرضِ عین ہے، بہت ضروری ہے لیکن عجیب تر بات یہ ہے کہ ایک زمانے سے مسلمان دین سے گلو خلاصی کر رہے ہیں۔ اور بند بند کر ٹوٹتے جا رہے ہیں لیکن جب ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے۔ تو سیرت کے بڑے بڑے جلسے

کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، عالیشان گیٹ، شاندار قمقمے۔ اور لمبی چوڑی جھنڈیاں باندھی جاتی ہیں، پوسٹر چھپتے ہیں، مقررین حضرات، دھوئیں دھار، پچھے دار تقاریر کرتے ہیں، رات دن مسلسل بول بول کر گلے بیٹھ جاتے ہیں، میرے خیال میں اس تھوڑے سے عرصہ میں تقریباً دس ہزار جلسے ہوئے ہوں گے۔ لیکن عمل کے میدان میں سب کورے ہیں۔ اور ماشاء اللہ مولوی صاحب رات کو سیرت نبوی پر بڑا جامع وعظ فرماتے ہیں۔ رات کے بارہ بجے تک تقریر ہوتی ہے، لیکن صبح کی نماز اکثر مولوی صاحب سے بھی رہ جاتی ہے۔

ایک مولوی صاحب تھے جو انگریزی سے بالکل ناآشنا تھے۔ ایک دن اخبار دیکھ رہے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے۔ مولانا یہ نفرنس کیا ہوتا ہے کس بلا کا نام ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ لفظ تو سننے میں نہیں آیا۔ یہ تو کسی زبان کا لفظ نہیں۔ میں نے اخبار جو دیکھا تو وہاں لکھا تھا احرار کانفرنس اور اس نے پڑھا احرار کا نفرنس۔ تو کانفرنس انگریزی لفظ ہے۔ بڑے بڑے پوسٹر شائع ہوتے ہیں، اوپر لکھا ہوتا ہے سیرت کانفرنس، اسی طرح ان مسٹر حضرات میں سے ایک شخص مجھ سے پوچھنے لگا۔ دین اسلام کی فلاسفی کیا ہے، میں سوچ میں پڑ گیا کہ فلاسفی کس بلا کا نام ہے، اصل لفظ، فلسفہ ہے، کہتے ہیں، فلاں بات کا فلسفہ، حکمت راز، بھید، سر، لِم کیا ہے۔؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ بہت سے نئے حضرات ہر دینی مسئلہ کی فلاسفی پوچھا کرتے ہیں۔ اس لفظ کا اور تو کوئی معنی نظر نہیں آتا۔ شاید فلاسفی فلسفی کی بیوی کا نام ہو۔

یہ لفظ سیرت بھی وضاحت طلب ہے۔ آج میں چاہتا ہوں کہ لفظ سیرت کی کچھ وضاحت کروں، کیونکہ سیرت کے جلسے آنے والے ہیں۔ مسلمان جلسے کروانے میں شیر ہیں۔ لیکن عمل کے وقت گیدڑ بن جاتے ہیں۔ ایک شخص کے بارے میں سنا ہے، کہ وہ روزہ نہیں رکھتا تھا لیکن افطاری کے وقت سب سے پہلے آکر دستر خوان پر بیٹھ جاتا۔ کسی نے اسے کہا، ارے بدبخت روزہ تو رکھتے نہیں، افطاری کے لئے سب سے پہلے آجاتے ہو۔ کہنے لگا، اللہ کے بندے کیا سارے گناہوں کا ٹھیکہ میں نے لے لیا ہے۔ ایک گناہ تو یہ کرتا ہوں، کہ روزے نہیں رکھتا۔ اب افطاری بھی نہ کروں، یہ ڈبل ڈبل گناہ، کیا مجھے خالص کافر بنانا چاہتے ہو! ——— اب یہ سیرت کے جلسے بھی افطاری والا معاملہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، کہ سیرت ایک لفظ ہے جو مقابل صورت کے،

صورت کا تعلق بدنِ انسانی سے ہے، اور سیرت کا تعلق روح اور اعمال انسانی سے۔ انسان کا ایک بدن ہے اور ایک جان و روح ہے ــــ آپ کہتے ہیں، جی، فلاں خوبصورت ہے ــــ کیا مقصد؟ یعنی اس کے بدن کا ڈھانچہ، ساخت، اعضاء ایک خاص تناسب اور اعتدال پر ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے، فلاں خوب سیرت ہے، تو مقصد یہ ہوگا کہ اس کے اندر جو روح ہے وہ ایک خاص تناسب پر ہے، بیرونی اثرات سے اس میں بگاڑ نہیں آیا۔ ظاہری خوبصورتی صورت ہے۔ اور باطنی خوبصورتی سیرت ہے۔

ظاہری خوبصورتی میں ضروری ہے کہ بدن خاص اعتدال، تناسب، توازن، صحیح اور برابر ہو، ہر عضو اپنی اپنی جگہ بدن کے مطابق ہو۔ اور اگر بخلاف اس کے قامت ڈیڑھ فٹ ہو، اور ساتھ ڈاڑھی بھی ہو تو یہ باعث تمسخر ہے، اور اگر ۱۶ گز ہو تو بھی باعث مذاق ہے۔ نہ زیادہ بلند ہو، نہ بہت پست۔ پھر کل کے علاوہ اجزاء میں بھی تناسب ضروری ہے۔ ناک اگر باجرے کے دانے برابر ہو تو بھی بھدی معلوم ہوتی ہے، اور اگر ہاتھی کی سونڈ جتنی ہو تو بھی ٹھیک نہیں، آنکھ اگر چیونٹی کے برابر ہو تو پتہ ہی نہ چل سکے کہ آنکھ ہے بھی یا نہیں، شاید فرشتے بھول ہی گئے۔ اور اگر اتنی بڑی ہو گویا شاہی مسجد کا تالاب، اسی پر دانت، کان وغیرہ کو قیاس کریں، غرض سر سے پاؤں تک کا سارا ڈھانچہ ایک خاص اعتدال و توازن پر ہو۔ یہ ہے بدن کی ظاہری خوبصورتی۔ باقی رہا کالا پن اور گورا پن، یہ انگریز کا مذہب ہے، اسکی تقسیم ہے، ہمارے ہاں یہ کوئی کمال نہیں۔ یورپین بے اعتدال اور بے ذوق ہیں۔ شیطان کی نیابت میں عورتوں کے حسن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا آرٹ، فن ہے۔ آخری فیصلہ ٹانگوں پر کرتے ہیں۔ یعنی اول وہ عورت آتی ہے جسکی ٹانگیں خوبصورت ہوں۔ یہ بد ذوق گناہ کی پہچان بھی نہیں رکھتے، ناجائز کام کا بھی ڈھنگ نہیں آتا۔ دنیا حسن کا فیصلہ چہرے اور رخساروں سے کرتے ہیں۔ یہ ٹانگوں سے کرتے ہیں۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفسقون۔ ان پر دنیا میں بڑا عذاب، عقل کا ٹیڑھا کر دینا ہے، تفصیل کا مقام نہیں ورنہ میں ثابت کرتا کہ یورپ والے مکمل دیوانے اور اولاد آدم میں سب سے بڑے پاگل ہیں ــــ

(باقی آئندہ)

جمال شفاء خانہ رجسٹرڈ نوشہرہ ضلع پشاور
دیرینہ، پیچیدہ، جسمانی، روحانی
امراض کے خاص معالج